

رجسٹر ڈاٹیل نمبر ۱۸۵۵

بیادگار حضرت زبدۃ العارفین جامع الشریعت والطریقت شیخ المشائخ
مولانا محمد زکریا صاحب بگویی نور اللہ مرقدہ جاری کیس گیا۔

بدستری و نگرانی حضرت زبدۃ العارفین امام السالکین مخدوم العالم مولانا
الحاج الحی افطیاری الملتی والدین خواجہ محمد ضیاء الدین و ام المصطفیٰ بنت محمد ضیاء الدین

علمی اخلاقی و صوفیانہ مضامین کا

ماہوار رسالہ
نور الایمان
پیش کیا گیا ہے

جو

ہرمہ کی پندرہ تاریخ کو سرگودھا (بجانب) شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ عبد المعز صاحب

چند سالانہ معاونین و روسائے (ص) پانچ روپیہ شائقین کا
طلباء مدرسہ اعجاز (دور روپیہ) چند ہمیشہ بذریعہ منی آرڈر
آنا چاہیئے۔ بذریعہ وی بی ۲ زیادہ خرچ کرتا ہے

آخر پریس سرگودھا بلاک نمبر ۷ گجری بازار باہتمام شیخ عبد المعز صاحب
پرنٹر چھپکرو قمر سالہ شمس السلام سرگودھا شائع ہوا

چمیدہ اور مخرب ادویات جواہریت کوڑیوں کے مول

حضرت ہم کوئی استہاری حکیم یادہ اسار نہیں چند مخرب نسخہ جو مشفقہ امراض میں مفید ثابت ہوئے محض لغرض آگاہی نہ ناص عام شائع کئے جاتے ہیں۔ تا مخلوق خدا کو فائدہ حاصل ہو قیمتیں بہت کم رکھی گئی ہیں اور مونا ایک خاص مقدار میں شہرستان اور نیکنامی کی عرض سے لاگت پر ہی دی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہر دوائی کے ہمراہ ارسال ہوگا فائدہ نہ ہونے کی صورت میں قیمت واپس کر دی جائیگی ۔

تریاق معده معده کے جلد امراض مثلاً قبض۔ بد ہضمی۔ عجز۔ ضعف معده وراثر۔ باؤ گولہ۔ درد شکم۔ کھنسی۔ ڈکار۔ تخییر۔ بھوک نہ لگنا وغیرہ۔ درو کر تا ہے۔ ہاضم علاوہ ملین اور مقوی معده ہے۔ ہر گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ بڑے بڑے لائق حکماء اس کو اپنے مطلب خاص اور دیر کو استعمال کرتے ہیں۔ رسینگڑوں روپیہ مایہوار کاتے ہیں۔ قیمت ایک تیشی گلاب (عمر) خوردہ۔ ۲۰ گلاب آئینہ مفتیہ یا ہاتھ تریاق جربان جربان حبیبی موزی مرض کو بڑے اکھیر دیتا ہے بیسیوں مرض فائدہ حاصل کر چکے ہیں وہی کو خاص الحنا میں شنگ صدری نسخہ جو قیمت فی شیشی ۱۰ روز (عمر) تریاق نمبر ۹۵ درو کر کو آرام دیتا ہے۔ اور اس کے استعمال سے پھر کبھی دوبارہ درو نہیں ہوتا قیمت عطر تریاق نمبر ۹۶ وجہ المفاصل جوڑوں کے درو کے لئے اکسیر ہے۔ اعضا کو تقویت پہونچاتا ہے بواسیر کو نافع ہے مقوی باہ بھی ہے قیمت عطر

تریاق آفس بھیرہ (پنجاب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رسالہ

شمس الاسلام

جلد ۳ فہرست مضامین بت ماہ محرم ۱۳۴۵ھ مطابق جولائی ۱۹۲۶ء نمبر ۳

تہجد	مضمون	صفحہ	نام مضمون نگار
۱	حالات زبدۃ الاولین قدوة العالمین حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز بکوی رحمۃ اللہ علیہ	۲	ایڈیٹر
۲	کلام بیخود	۱۴	از غلام دستگیر خان بنخوبہ جالندھری
۳	الاتباع	۱۵	
۴	غزل فارسی	۲۱	القائمی کوہ سوار حشمتی نظامی
۵	مکاشفہ	۲۲	از مولانا مولوی اصغر علی صاحب رومی
۶	تاریخ المتعین	۲۹	محمد بشیر الدین لکھنؤ
۷	اہل بیت کا خدام الحرمین پر اعتراض اور اس کا جواب	۳۸	از مولانا مولوی عبد الرسول صاحب سکند بکھر ضلع شاہ پور
۸	مہربان خاص	۴۰	از مولوی عبد الرسول صاحب

حالات زبیرۃ الاولیاء صلی اللہ علیہ وسلم و ما لکما ملین حضرت مولانا ابوبکر عبدالحق صاحب

بگوئی رحمتہ اللہ علیہ

(تقریب عرس مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

ہندوستان میں اسلامی حکومت کا چراغ دہلی میں ٹٹھا رہا تھا صدیوں
 تک اسلامی شان و شوکت ظالم مشنوں اور سکھوں کے دستِ ظفر سے پامال ہو
 چکا تھی۔ صوبہ پنجاب میں سکھوں کا زور تھا۔ نماز باجماعت اور آذان سے جبراً
 روکا جاتا تھا۔ مساجد منہدم اور آثارِ اسلامیہ کو برباد کرنے کے ذرائع اختیار
 کئے جا رہے تھے۔ مسلمان مرضِ دہشت میں اور علماء ہر جگہ ذلیل کئے جا رہے تھے
 جماعتِ علمی و علمی و علماء کی ایک کثیر جماعت نے ترکِ وطن اختیار کیا۔ جمالت و اوبار
 کی گھٹا پور سے طور پر اسلامیوں پر مسلط تھی۔ بظاہر کوئی صورتِ فلاح اور بہبود
 کی نظر میں نہیں تھی۔ دنیا ایک مجرور امت اور مصلح و باوجہ انتظار میں چشمِ براہ بھی
 اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بلہ نے ایک گناہ مونس بگہ ضلعِ جہلم کو یہ سرف عطا
 فرمایا۔ کہ وہاں کی خاکِ پاک سے ایک خاندانِ ظاہر ہو رہا جس کا علم و عمل کی روشنی
 سے خطہ پنجاب کو منور کر دیا۔ جس کے فیض سے ہر کہ و مد سیراب ہوا۔ تشنگانِ
 ہدایت و علم ملک کے ہر گوشہ سمٹ کر آئے اور اس چشمہ سے سیر ہو کر گئے
 ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہا جہاں کے لوگ بالواسطہ و بلاواسطہ اس فیض سے محروم
 ہوں سکھوں کی جابر حکومت بھی روحانی اثر و اوقات کو تسلیم کرنے پر مجبور
 ہو گئی۔ اور نجریہ سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کو آذان اور نماز باجماعت ادا
 کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور جبر و تشدد کی روک لگائی گئی ۱۲۳۷ھ میں سید العابدین

شیخ حسین خان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری زمانہ میں مسلمان مرضِ دہن کے شکار ہو جائے
 اعتقاد کے سبب ان کے مقابلہ میں گویا کچھ طرح کا جاسیہ صحابہ کے استفسار پر پڑنے لگا۔ کہ وہ ہر
 جہاد میں جیتا اور موت سے شہرت ہے

حضرت حافظ نور حیات رحمۃ اللہ علیہ گھر میں مستاذ الکل فخر المحدثین ^۱ النصار
والمفسرین سید العلماء امام العارفین محبوب رب العالمین۔ سدا الموجدین
حضرت مولانا حافظ غلام محمد الدین صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی
کون جانتا تھا کہ یہ بچہ اسلام اور اسلامیان کے لئے باعثِ رحمت
اور اصلی معنوں میں محمدی الدین ہوگا۔ اور اس کی اولاد سے ایسے باکمال
اشخاص پیدا ہونگے۔ مگر حضرت خواجہ خضر علی بنینا و علیہ السلام
نے آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے یہ بشارت دے دی تھی۔ اور
چالیسویں دن آپ کے منہ میں اپنی زبان دیکر دعا فرمائی تھی جس کا
اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے علوم ظاہری حاصل کئے اور حضرت
شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کے دامن فیض
میں تربیت حاصل کی۔ اور مجاز ہوئے۔ اور دہلی سے واپس پھر لاہور میں
عرصہ بیس سال اقامت اختیار کی اور ہزار مابندگان خدا فیضیاب ہوئے
آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا استاذ الکل مولوی احمد الدین
صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ رہے۔ ۳۰ شوال ۱۲۶۶ھ
میں بمقام بگہ شریف بچہ ۶ سال انتقال فرمایا۔ مادہ تاریخ دولت خورشید
عالم کے نکلتا ہے

آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ حضرت قطب ماں مولانا غلام محمد
بگوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام عمر لاہور میں ہی گزاری ۱۹

۱۔ آئندہ کسی اشاعت میں انشاء اللہ آپ کے ملفوظات مکتوبات رسواں درج کئے جائیں گے مختصر
حاصلی غنیہ میں یہ ہے کہ آپ نے تمام بحر و ضلع شاہ پور بچہ ۶ سال ۱۲۸۶ھ ہجری
۱۳ شوال ۱۲۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔ عجب کمال و شہادت و شہرت کہ ۳۰ سال بعد از وفات
آپ کی قبر پر گزشتہ سال ۱۲۸۶ھ میں ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوئی جس میں
۱۔ جن جو ہر حال میں آپ کے عظیم حالات سنبھلے
۲۔ جن کو آپ کی عظیم حالات سنبھلے
۳۔ جن کو آپ کی عظیم حالات سنبھلے

آپ نے شاہی مسجد کو حکومت سے واگذار کر لیا۔ اور آپ کی سرپرستی میں ہزارہا روپیہ سے مسجد کی مرمت ہوئی۔ حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب آپ کے شیخ صحبت تھے اور انہی کو آپ مجاز بھی تھے۔ ہزارہا فاسق و قاجر عابد و صالح بن گئے۔ آپ فی وفات بمقام لاہور ۳۰ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ بمصر ۶۶ سال ہوئی۔ اور وہیں میانی کے قبرستان میں اس ماہ علم و خوبی کو سپرد خاک کیا گیا مادہ تاریخ بچھا ہے پنجاب کا چراغ سے نکلتا ہے۔

چھوٹے صاحبزادے حضرت زبدۃ الدواجلین قدوة الکاملین مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب بگوی پشی شمس سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھیرہ ضلع شاہ پور میں اقامت اختیار کی اور اپنے علم مکرم استاد علماء پنجاب مولانا احمد الدین صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درس و تدریس کے کام میں مشغول رہے۔ جامع مسجد بھیرہ کے بلند مینار آپ کے ایشار کی یادگار ہیں۔ تمام علوم اپنے والد ماجد اور علم مکرم سے حاصل کئے اور انکی باطنی توجہ سے فقر کے مقامات بھی طے کئے۔ مگر کسی چشمہ فیض کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخر کا آپ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں مقام سیال شریف حاضر ہو کر خدمت باطنی سے مالا مل ہوئے۔ پھر تو عشق اور محبت کا اسقدر غلبہ ہوا۔ کہ ماسواذات حق سب کچھ بیچ معلوم ہوتا تھا۔ آنکھیں ہر وقت باطنی لذت و خمار کا پتا دیتی تھیں۔ اپنے شیخ سے آپ کی محبت و رجہ عشق مکمل بیویں چلی تھی۔ اگرچہ آپ صاحب مجاز تھے۔ مگر ابتدا میں لوگوں کو ہمیشہ سیال شریف لے جا کر بیعت کرایا کرتے تھے۔ اور خود اس سے احتراز فرماتے تھے بعد وفات حضرت خواجہ شمس العارفین قدس سرہ العزیز ایک دفعہ سیال شریف حاضر ہوئے۔ تو روضہ مبارک سے آواز آنے لگی کہ آؤ جانمیں حیرانی کی حالت میں اور شرم و دہشت کے عالم میں حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی حکم بچک۔ کہ حضرت ثانی کے پاس جلو۔ آپ خائف و ترسائیں

حضرت

ہم تو حکم

بعد از

فرمانی۔

۴

اور صاحب

تھے راز

تھا۔

آپ

پر آپ نے

غیب۔

تم مجھ سے

فرماتے تھے

اشراق۔

ہوتا تھا

کرتے تھے

خیر طلبا

سے لیا

فیض سے

ظہاری ہو

تھے کہ ا

مبارک۔

ہی۔

بھیرہ

حضرت مہم کی خدمت میں بنگلہ میں حاضر ہوئے۔ ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب ہم تو حکم کے بندے ہیں۔ جو کچھ ارشاد ہوتا ہے۔ اُس کی تعمیل کرتے ہیں بعد ازاں لوگوں کو بیعت کرنے اور خلق خدا کو فیض سے سیراب کرنے کی وصیت فرمائی۔ اور دعا فرما کر رخصت فرمایا۔

آپ سے ہزار ہا خرق عادات کا ظہور ہوا۔ کشف اسقدر تھا۔ کہ اہل قبور اور صاحب مزارات کے حالات اور لوگوں کے عزائم آپ سے پوشیدہ نہ رہتے تھے رات کے تین بجے ہمیشہ بیدار ہو کر مسجد میں جا کر نوافل پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ مرض الموت میں بھی یہ نوافل قضا نہیں ہوئے +

آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد ذاکر گوی رحمۃ اللہ علیہ کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ میں سحر سحوت اس لذت کو ترک نہیں کر سکتا جو مجھے اُس نہائے غیب سے حاصل ہوتی ہے جس میں مجھے کہا جاتا ہے کہ میں تم سے راضی ہوں۔ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ گے۔ نوافل تہجد کے بعد صبح صادق سے پہلے چند منٹ استراحت فرماتے تھے بعد ازاں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد معمولی اوراد و وظائف کے بعد اشراق کے نوافل پڑھتے تھے بعد ازاں قال امد و قال الرسول کا چرچا ہوتا تھا۔ مسائل کے استفتاء کے لئے دور و دراز سے لوگ حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ ابھی تنازعات میں آپ اکثر ثالث شرعی مقرر ہوتے تھے۔ علاوہ انہیں طلبائے علوم دینی کی ایک کثیر تعداد ہر وقت موجود رہتی تھی۔ صرف دُعا سے لیکر اعلیٰ علوم معقول اور منقول تک آپ خود درس دیتے تھے۔ آپ کے فیض سے ہر شخص مستفیض ہو سکتا تھا۔ بعض اوقات جذب اور استغراق کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں حدیث کا درس دے رہے تھے کہ ایک سیاہ رنگ کا زہر بلا سانپ سامنے آکر ٹپک گیا۔ آپ بھی زبان مبارک سے لفظ اللہ نکلا۔ سانپ نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور جان و سوا ہی۔ بھیر پٹی حضرت میراں سید محمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے منزل پر اکثر حاضر

ہوتے تھے۔ ورنہ میراں صاحب عالم مثال میں خود تشریف لایا کرتے تھے۔ باہمی تعلق آپ کا میراں صاحب اور داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر تھا کہ دونوں بزرگواروں کے مزارات پر باقاعدہ حاضر ہونا آپ کا معمول تھا۔ ایک دفعہ ایک قلندر وضع صاحب مزار نے تنگ کرنا شروع کیا۔ اور ہر وقت پاس رہتا تھا۔ اور جیٹا لیکر کہتا تھا۔ کہ چلو داتا صاحب بلاتے ہیں۔ آخر آپ نے تنگ آکر داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ حضرت صاحب اعظم سیالوی اور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے تشریف لائے اور غیوض باطنی سے آپ کو مالا مال کیا :-

ایک دفعہ آپ بمقام پاک پٹن عالم مثال میں بجزار حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ ادھر کمال بے رغبتی دیکھ کر آپ مغموم ہو کر فطامی برج میں حضرت ثانی سیالوی جو اس وقت بمقام عرس دہاں تشریف فرما تھے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ مولوی صاحب چلو مجھے بھی زیارت کرالو۔ چنانچہ آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خراباں خراباں حضرت ثانی روانہ ہوئے۔ صاحبزادہ محمد امین صاحب مرحوم نے عرض کیا۔ کہ غریب نواز مولوی کمزور و ضعیف ہیں۔ آپ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ لیں۔ یہ سن کر حضرت نے زور سے آپ کو لپیٹا لیا۔ اور فرمایا کہ ان کو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا چنانچہ اسی طرح برسر مزار مبارک پہنچ کر فرمایا۔ کہ مولوی صاحب اس طرح قدمبوسی کرو۔ اس پر بقول آپ کے اس قدر غنایات کا ظہور باوصاحب کی طرف سے ہوا۔ کہ فرماتے تھے۔ کہ زبان اس کے ذکر سے عاجز ہے۔ اور وہ توجہ ہمیشہ شامل حال رہی :-

ایک دفعہ حضرت ثانی غریب نواز سیالوی رضی اللہ عنہ حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ الغریز کے مزار پر بمقام لاہور تشریف لے گئے جب حضرت ثانی اعظم مزار کے اندر داخل ہوئے تو حضرت مولانا محمد گوجہ ہو گیا۔ اور آپ کی دستار گر گئی۔ بعد ازاں کسی کے استفسار پر آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت غوث صاحب

رسالہ
ماہ
ہو
مگر
جب
حالت
میں
میں
عقود
کیونکہ
ہوتا
ہوگا
بکود
میں
تھے
اجاز

ہاتھ باندھ کر یکمال نیا ناستقبال کو کھڑے تھے

لاہور میں آپ ایک دفعہ کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ اور ذکر میں مشغول ہو گئے صاحب مزار (جو بقول آپ کے قلندرانہ وضع تھے) نے فرمایا: کہ ذکر چھوڑ دو۔ مذکور کے ہوتے ذکر سے کیا کام۔ عرض کیا ہمارا نذر ہماری عیب۔ جب اتنی بلند ہوتیں۔ تو ذکر سے کیوں محروم رہیں۔ اس پر پھر ارشاد ہوا۔ اگر یہی حالت ہے۔ تو یہاں سے چلے جاؤ۔ اس پر آپ یہ لکھ کر کہ میں آپ کی کسی چیز کا پھیر کا نہیں۔ میرے لئے میرے پیر کا سایہ کافی ہے۔ اٹھ کر چلے آئے اور پھر کبھی وہاں نہ گئے :-

دہلی میں حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر حاضر ہوئے محبوب پاک دروازہ تک پہنچے آئے۔ ہاتھ باندھ کر عرض کیا غلے خاک درگشتہ ام پامال کن یا مرتفع ساز گورے گورے ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے "خاک تارفع خواہم کرد" فرماتے تھے اپنے پیران عظام میں ایسا پاکیزہ صورت اور نازک اندام میں نے کوئی نہیں دیکھا :-

ایک دفعہ اجیر شریف کے عرس پر حاضر ہونے کا ارادہ تھا۔ لیکن پھر عتوی ہو گیا۔ خود خواجہ صاحب نے قدم رنجہ فرمایا اور فرمایا کہ تم ہمارے عرس پر کیوں نہیں آئے۔ عرض کیا۔ بوڑھا اور کمزور ہوں۔ وہاں خلقت کا ازدحام ہوتا ہے۔ اور تجاوز و ق کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ کسی قسم کی تکلیف تمہیں نہیں ہوگی۔ ضرور آؤ۔ آپ فوراً تیار ہو کر روانہ ہوئے۔ مولانا مولوی محمد عیسیٰ صاحب بکری او۔۔۔ ذریعہ الدین صاحب جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ راستہ بھر میں ہجوم کے باوجود کہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ دہلی میں ٹکٹ اجیر کے بند تھے۔ اور پچانگ بھی ساسر خانہ کے بوجہ ہجوم بند کرانے گئے تھے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا تھا۔ کہ اجیر شریف کسی کو جانے کی اجازت نہیں۔ حضرت قبلہ حافظ محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنا نہیں

باہمی
ر تھا
ایک
س
ک
یالی
پ کو

الذین
بطای
موتے
ہے
جب
نہے
ان کو
کہ
بات
سے

مد غوث
نی موط
ستار
صاحب
غوث

شریف آستانہ قطب صاحب پر مقیم ہیں۔ آپ کو شش فرما رہے تھے۔ ابھی کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا۔ کہ بوقت ظہر وظائف پڑھتے پڑھتے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بگوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ چلو سٹیشن پر ٹکٹ لے آئیں نوادار اور راستہ سے لاعلم ہونے کے باوجود آگے آگے سٹیشن کی طرف تشریف لے گئے۔ اجمیر کی طرف جانے والی گاڑی کے ٹکٹ جس کھڑکی سے ملتے تھے۔ اُسکو چھوڑ کر دوسری کھڑکی سے طلبہ ٹکٹ فوراً مل گئے۔ اُس دن کے بعد عام آدمیوں کو اجازت اجمیر شریف کی مل گئی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کچھ عوام بزرگ بلارہے ہیں مجھ و آپ کے کہنے کے ہم چل کھڑے ہوئے۔ اور بچاٹوں سے گزرتے ہوئے گاڑی پر سوار ہو گئے۔ ہمیں کسی نے پوچھا تک نہیں۔ درگاہ شریف میں کسی مجاور نے وق نہ کیا۔

سے غلام نرگس مست تو تاجدار انسد

علاء جہ بزرگ اجمیری قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ مولانا آپ اور آپ کی اولاد پر ہمیشہ وہی نظر کرؤں تو جہ رہیگی۔ تسلی رکھیں الحمد للہ علی ذلک ایک دفعہ اساک باران سے خلق خدا بہت تنگ حال ہوئی قحط کا زور تھا۔ مولیشیوں کا چارہ نہ ہونے کی وجہ سے برا حال تھا۔ بھیرہ میں لوگ دوپہر کے وقت نفل پڑھنے اور بارش کیلئے دعا مانگنے کے لئے نکلے۔ آپ نے اپنا سر سجدہ میں رکھا۔ بے اختیار آپ کی زبان سے لغز اللہ نکل گیا۔ اور آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو رہی تھی۔ اتنے میں کالی گھٹا شمال کی طرف اٹھی اور فضا پر محیط ہو گئی۔ اس وقت آپ نے سر اٹھایا۔ بارش شروع ہو گئی لوگ گھر کو بھاگے۔ مگر کوئی شخص بھینکنے سے نہ بچا۔ دشت و پہاڑان لبریز ہو گئے۔ کسی کے استفسار پر آپ نے فرمایا۔ کہ نفل پڑھتے وقت غیب سے ندا آئی۔ دنیا فسق و فجور سے بھر پور ہے۔ اور مکاروں کے گروہ کے نوافل جو گھنور قلب سے نہیں پڑھ جاتے۔ نا منظور ہیں۔ اس پر

پر رقت کا عالم طاری ہوا۔ اور سر کا سجدہ میں رکھنا تھا۔ کہ اجابت و عاکے کا ثار ظاہر ہو گئے۔

آپ اپنے مشائخ کبار و دیگر بزرگان عظام کے عرس غلوص شوق و محبت و اراوت سے کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ اللہ عنہ کے عرس کا دن تھا۔ آپ نے کھانا سامنے رکھا۔ اور فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔ چہرہ ہلکا رنگ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور سر و قد کھڑے ہو گئے۔ حاضرین پر بھی رقت کا عالم طاری تھا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا۔ کہ ہاتھ اٹھاتے ہی حضرت غوث الاعظم معہ اولیاء و مشائخ کبار تسبیح لائے تھے مجھے نہایت شرم آئی۔ کہ تھوڑے سے کھانے پر اس قدر کرم بخشی و الطاف آپ کی طرف سے ہو رہا ہے :-

اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی پابندی میں بے نظیر تھے حضرت ثانی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آپ کا اس امر میں لحاظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیال شریف مجلس سماع مرتب ہوئی۔ تو حضرت صاحب آپ کو اٹھکے چلے جانے کو کہا۔ اس پر آپ نے کہا کہ ہم بندگان باد گاہ ہیں۔ مگر حضرت ثانی نے فرمایا۔ کہ آپ عالم شریعت ہیں۔ آپ کی روشنی کا عوام پر بڑا اثر پڑے گا۔ آپ کیلئے احترام ضروری ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کے عرس کے موقع پر حضرت صاحب ثانی غریب نواز نے قوالوں کو رخصت کر دئے و وصیت فرمائی تھی۔ کہ مولوی صاحب مہینہ سنت نبوی اور حامل شریعت تھے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے سیال شریف میں سماع کی وقت مزامیر کو بند کر دیا تھا۔ تھارے نے ضروری ہے۔ کہ بھیرہ میں جا کر تالی بھجی جائے۔ سلاوہ غزلیں اور نعائیں پڑھنا۔

آپ وضع قطع نہایت سادہ کہتے تھے۔ سر پر دستار اور کھدو کے موٹے کپڑے کا ایک کڑتہ دھڑا جو باجمہ کہتے تھے۔ معاشرت بھی سادہ تھی۔ سر پر دستار کے اوپر سے ایک چادر پھیٹ لیتے تھے۔ جس سے چہرہ و سر

ہے
حضرت
ثانی پر
آگے
بلکٹ
ٹے فوراً
نے
ٹے
میں
کی
کارور
دو پہر کے
ایسا سر
اور آپ
اٹھکی
کسی
نہایت
ن کے
ن پر

حکیم الہ دین شیخ پوریہ حکیم محمد دین حکیم فضل احمد صاحب اور کئی اطباء نامدار
 جمع ہوئے۔ علاج معالجہ ہوتا رہا۔ مگر آپ فرماتے رہے۔ کہ مرض موت کا کوئی
 علاج نہیں۔ بروز منگل ۱۶ ذوالحجہ کو افاقہ ہوا۔ آپ نے غسلِ صحت فرمایا۔ اور اپنے
 چھوٹے فرزند مولوی ظہور احمد صاحب جن کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ گود میں
 لیکر کہا کہ آج مدرسہ میں نہ جاؤ۔ پھر پیار کرتے ہوئے انہیں کہا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو
 ہم آج مجالسِ یادِ زندہ رہیں۔ اسپر مولوی ظہور احمد صاحب رونے لگے۔ تو آپ نے
 کہا۔ کہ تسلی رکھو میں تمہارے لئے نہیں مرونگا۔ پھر آہ سرد بکھر کر کہا۔ کہ اگر تمہاری
 قسمت ہوتی۔ تو مجھ سے علوم حاصل کرتے۔ دوپہر کے وقت مرض کی شدت ہوئی
 اور آپ نے مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب بگڑی کو ضروری وصیتیں فرمائیں۔ اور کہا
 کہ میرا انگوٹھا پکڑ کر اٹھاؤ۔ آپ نے ارشاد کی تعمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے
 باوامِ روغن منگو کر مالش کرنے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی منہ قبلاً کی طرف کر کے
 خود بھی کلمہ شہادت پڑھا۔ اور لوگوں کو بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اور روح
 نفسِ غصری سے پرواز کر گئی۔ اُس کے ساتھ ہی ایک خاص قسم کی ہوا
 سے کمرہ ہلک اٹھا۔ شہر بھر میں ایک کھرام مچ گیا۔ اور ذوالحجہ کو صبح کے
 وقت جنازہ اٹھایا گیا۔ ہزاروں لوگ زار و نزار رو رہے تھے۔ سرکاری عدالت
 و قاتر گورنمنٹ سیکرل اور بازار سب بند تھے۔ جنازہ کے ساتھ بانس لگا
 گئے تھے۔ تاکہ لوگ گندھا دینے سے محروم نہ رہیں۔ عید گاہ کے ساتھ میدان
 میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس طرف نگاہ جاتی تھی۔ انسان ہی نظر آتے تھے
 یا آسمان پر بادل تھا۔ اور ہلکی ہلکی بوندیں پڑ رہی تھیں۔ آخر کار لوگ بادل گرا
 دینہ بریاں آفتابِ علم و ہدایت ماہِ حسن و غنی کو دوپہر کے بعد جامع مسجد
 بھر میں اپنے محکمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے چار صاحبِ زادے
 تھے۔ سب سے بڑے اور فخر خاندان زبدۃ العارفین قطبِ زباں حضرت محمد نگر
 رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق تھا۔ انتقال ہو گیا۔ اس وقت تین صاحبِ رحمہ

نفاذ ہوا ہے کہ

بھی آوہا چھپا رہا تھا۔ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے تھے۔ آخر عمر میں وجع المصل کی مرض نے بہت ضعیف کر دیا تھا۔ شکل و شبہیت سے کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا۔ کہ مفتی و عالم ہیں یا صوفی و صافی اکثر خاموش رہنا پسند کرتے تھے۔ مگر طبیعت میں جلال بھی بہت تھا۔ جو اکثر موقوف پر ظاہر ہو کر رہتا تھا ایک دفعہ مسجد انبلی والی بھیرہ میں ایک شہتیر چڑھانے کے لئے آدمیوں کی مدد کی ضرورت تھی۔ مگر محلہ کے باندہ گال اپنے کام میں مصروف رہے۔ اور صرف تین چار آدمی آئے۔ ایک طرف سے چار آدمیوں نے بمشکل تمام شہتیر کو اٹھایا ہی تھا۔ کہ دوسری طرف سے اپنے اپنے عصا کے سہارے پر لفظ اعدا کہہ کر شہتیر کو اٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔

ایک دفعہ بھوسہ کا بہت بڑا بار اٹھانے کے لئے دس بارہ آدمی جمع کئے گئے۔ مگر ان سے اٹھ نہ سکتا تھا۔ آپ نے بھی ان کو امداد دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یا اس پر آپ کے برادر کمان حضرت مولانا غلام محمد صاحب بگوی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ علیہ (جو اس وقت وہاں موجود تھے) نے طنز کیا۔ کہ اب چشتی زور لگاتے ہیں۔ اور سب چھوڑ دو۔ اس پر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو ہو گیا۔ اور سب لوگوں کو بٹھا کر اعدا کہہ کر تمام بار کو اٹھا کر مکان کے اندر پھینکا۔ دس بارہ گزنک بندھا ہوا بھوسہ کا بار اڑھکتا گیا۔ اس پر آپ کے برادر بزرگوار نے انگلی منہ میں ڈال لی اور کہا۔ کہ اب اب نہیں کچھ نہ کہنا آخر عمری نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو خطبات شروع ہو جاتے تو پایا کرتے تھے۔ کہ اب تو نماز پڑھنا بھی مشکل ہے۔ برایت حضرت مولانا محمد زکریا بگوی رضی اللہ عنہ اکثر جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ... دیدار پر انوار سے مشرف ہو ا کرتے تھے۔

آپ نے اپنے وصال سے ۲۱ یوم پہلے اپنی مزار و تجہیز و تکفین کے لئے وصیت فرما رہی تھیں ۲۵ شعبان ۱۳۴۵ھ میں عبید اللہ صلی کے دوسرے دن آپ بیمار ہو گئے

مولانا مہنوی مسیحی صاحب - مولانا مولوی نصیر الدین صاحب اور مولوی ظہور احمد صاحب بقیہ حیات ہیں - اللہ تعالیٰ ان کو دیر تک زندہ رکھے - انہیں صاحب کا عرس ہر سال ۱۶ ذوالحجہ کو بمقام بحیرہ منعقد ہوتا ہے - جس پر یاران طریقت جمع ہوتے ہیں - اور ایصالِ ثواب کے علاوہ اُخت خوانی اور وعظ کا سلسلہ بھی ہوتا ہے ۱۳۳۶ھ میں پہلا عرس منعقد ہوا حضرت صاحب ثانی سیالوی غریب نواز نے تشریف آوری کا وعدہ فرمایا تھا - مگر وجہ علالت طبع تشریف نہ لاسکے - حضرت میاں عبدالرحمن صاحب محمدی والے - اور حضرت مولانا مولوی نصیر الدین صاحب چاچری و حضرت صاحبزادہ حافظ ضیا الملت لدین تشریف فرما ہیں - حضرت میاں صاحب محمدی والے بڑے بالکمال عارف اور حضرت ثانی سے مجاز تھے - حضرت مولانا محمد ذاکر کی درخواست پر اور حضرت ثانی رحمہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں انہیں آنا پڑا - مگر انہیں دل میں سخت تردد تھا - اور اپنے آپ کو مجبور سمجھتے تھے - بحیرہ میں پہنچ کر جب مزید آنحضرت ہادی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے تو محبت مولانا محمد ذاکر رحمہ اللہ کے پاؤں پکڑ لئے - اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے لگے - اور کہا کہ مجھے اللہ معاف کر دے - مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ حیران تھے - کہ کیا ماجرا ہے - اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا - کہ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ کوٹری میں نعل پوشیدہ ہے - میں آپ کے والد ماجد کے علوشاہ سے بے خبر تھا - مزار پر حاضری کے بعد جو عنایات و الطاف حضرت صاحب ثانی کی طرف سے ہوئے ہیں آج تک نہیں ہوئے - جو عہدے آج تک حاصل نہ ہوئے تھے وہ یہاں پر خود بخود حل ہو گئے ہیں -

ایک صاحب باطن بزرگ مولانا جمیر شریف میں درگاہ پر تکلف تھے انے حضرت مولانا قبلہ محمد ذاکر صاحب ہادی رحمۃ اللہ علیہ سے اجیر شریف میں کہہ مسموم ہوتا ہے - کہ آپ کی حالت عید کا انتہا

کے ہمراہ ایک رات حضرت خواجہ بزرگ اجمیریؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ خواجہ بزرگ اجمیریؒ نے فرمایا مولانا خیریت سے آئے۔ کیا حال ہے اس پر آپ نے جواب دیا۔ کہ اور کچھ فکر نہیں۔ اس چھوٹے لڑکے کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس کی تربیت کا فکر ہے۔ اس پر خواجہ بزرگ اجمیریؒ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ مولانا محمد ذاکر بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے استفسار پر جو حلیہ لڑکے کا صاحب مذکور نے بیان کیا۔ وہ مولوی ظہور احمد صاحب سے ملتا تھا۔

آپ کی نزار مبارک زیارت گاہ ہر خاص عام ہے اور عاضری پر کوئی شخص فیض سے محروم نہیں رہتا۔

قطعہ تاریخ وفات

(از حکیم مولانا مولوی عبدالرسول صاحب بکھری)

خواجہ عبدالعزیز دین تہذیب و تمدن	جامع علم و عمل محبوب خلاق جہاں
عاشق حق از فیوض خاندان چشتیا	ربہم خلق خدا ممتاز از ازل زماں
حیف دوران حیات پاک و شہد منقضی	ماندہ اخلافتش کفایت کرد حلت از جاں

ساز ملحق شمس حق - با خواجہ عبدالعزیز

گزشتہ اسی سال وصال پیشوا عارفان

ایضا

(از مولوی محمد سعید صاحب - زین پوری)

شنو تاریخ آن دریاے معنی	کہ عمرش کردہ در عشق خدا صرف
ز دواج کج شانزدہم احمدی عمر	نجیب عاشق حق صاحب شرف

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مضافاً غلام محمد الدین بگوی
۲۔ مولانا احمد الدین بگوی مولانا غلام محمد بگوی اور مولانا عبدالعزیز صاحب بگوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
۳۔ سکاہ شعل ۶۳ برس کی عمر میں ہوگا

قطعہ تاریخ دنیا شمالی و جنوبی جامع مسجد کھیر

(ارحکم مولانا مولوی عبد الرسول صاحب لکھری)
جنوبی شد بتا پیش از شمالی | ندا آمد چه خوش منار عالی
شد چو منار در شمال تیار | گفت دل زیب و خوشما منار

کلام بنجود

(ماخوذ از محبوب سیال)

بہار آتی شکوئے چھوٹے مخلوق کو بلن نہ سائیں
کھلا دروازہ میکے کا شراب شد پھل ہی ہے
ہے کچھ مراتب کفر و ہنر ہے ہنر و تیار باہر ہم
اٹھا کو دیکھو نقاب سے متقاتل ہیں حجاب تیرا
خدا فی ان کی خدا بھی ان کا کریں تو فریاد کس سے بنجود
یہ بت بن ظالم کہ تیرا خیر ہمارے خوں میں نہا رہے ہیں

قطعہ تاریخ تعمیر جامع مسجد کھیر

(از مولوی محبوب عالم رحمہ اللہ و فقیر ساکن سولہ واسطہ کثرت)

مسجد جامع کہ سابق بود چوں بیت الحرم
گنبد و دیوار و طاقش چنان برہم زدند
منقہ العلم وادی معنی الاحکام شرع
آن دی دین احمد چو مکہ وید اس ماجرا
گنبد چنان مدت از پیش رقبہ اس سیرا
پس زان پیش نفیس کرد عالم از خرد

گفت زود از طبعی کو تانی بیت الحرم

قطعہ تاریخ تعمیر جامع مسجد کھیر
مسجد جامع کہ سابق بود چوں بیت الحرم
گنبد و دیوار و طاقش چنان برہم زدند
منقہ العلم وادی معنی الاحکام شرع
آن دی دین احمد چو مکہ وید اس ماجرا
گنبد چنان مدت از پیش رقبہ اس سیرا
پس زان پیش نفیس کرد عالم از خرد
گفت زود از طبعی کو تانی بیت الحرم

دیگر

پھر طلب میں پھوڑا ہے خنجر فوں بار کے
 ہے زیارت کی تمنا لہو کا جذب عشق
 ہاں نگاہ لطف ہو اسے نگہ شوق آفریں
 لوثی پھرتی ہے ہر سو سخن آوے کی ضیاء
 وٹوے دیکھے کوئی جہانناں تیرے بیمار کے
 پھول لاوے جنت تسلیم کی گلزار کے
 ہم بھی اک اوسے اطار ہم ہیں تیری سرکار کے
 طور در آغوش میں درے تیرے دیوار کے
 خود بنا ہے ہائے ساقی یوسف ثنائی میرا
 عرش پہ پاؤں میں یخود آج تو میخوار کے

الاتباع

(بلسلہ گزشتہ)

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ سلف صالحین تو غیر محدود اور بے شمار ہیں
 ہر کو کس کی تقلید اور پیروی کرنی چاہیے۔ لیکن اس کا جواب عارف ہے۔ یعنی سلف
 صالحین میں سے بہت بڑی تعداد تو ان حضرات کی ہے۔ جن کا صرف ذکر خیر ہی
 تاریخ یا طبقات اور اسماء الرجال کی کتابوں میں ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے
 مذہبی خیالات اور شرعی احکام کے متعلق ان کی تجویزیں اور رائیں ہم سے
 بالکل تاریکی اور اختلاف کے پردے میں ہیں۔ اس لئے ان حضرات کی تقلید اور
 پیروی تو یہی نہیں سکتی۔ بل سلف صالحین کی جماعت کا وہ حصہ جن کے
 مذہبی خیالات اور جن کے احکام شرعی کے متعلق رائیں ہم تک بالتفصیل پہنچی
 ہیں۔ ان میں سے جو زیادہ برتر و افضل ہو۔ ظاہر ہے کہ تقلید و پیروی کے لئے
 اسی کا انتخاب موزون و بہتر ہو گا۔

خاک از تودہ کلاں بردار

اب شاید وہ وقت آگیا ہے۔ کہ میں ان بزرگ اسلاف میں سے جو تقلید
 اور اتباع کے لئے موزون ہو سکتے ہیں۔ ان کے مذہبی خیالات کا

مستند یہ جھوٹا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے فضل و کمال کا ایک
شمع بیان کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں۔ جس سے انہی کی تقلید و پیروی کا زیادہ موزوں
اور رائج ہونا ثابت ہو سکے۔ پس میں کہتا ہوں کہ امام ممدوح کے فضائل و کمالات
متعدد شعبوں میں منقسم ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کی ایک ایک دو دو
شاخیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر سکوں گا۔ آپ کی بڑی فضیلت اور
جس نے آپ کو ان مشاہیر اماموں سے جو تقلید کئے جانے کے لئے منتخب ہو سکتے
ہیں۔ علامہ ممتاز کر دیا ہے۔ وہ آپ کا تہ القرون اور خصوصاً طبقہ تابعین میں
سے ہوتا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی جو شافعی المذہب اور ایک درجہ
کے مجتہد بھی مانے گئے ہیں تیض الصغیر میں فرماتے ہیں۔ امام ممدوح کی
تابعی یا غیر تابعی ہونے کا ایک سوال شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی
مکینہ دست میں پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں حافظ ممدوح نے فرمایا۔ کہ آپ
کا بعض صحابہ کو دیکھنا ابن سعد کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ جو طبقات ابن
سعد میں مذکور ہے۔ اس لئے وہ تابعین میں سے ہوئے اور یہ فضیلت آپ کی
معاہدۃ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ صریح امام مالک لیث بن سعد میں
سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

علامہ محمد طاهر نے مجمع البحار میں امام دارقطنی نے نقل کیا ہے۔ کہ امام
ممدوح نے حضرت انس صحابی کو دیکھا ہے۔ امام نووی کتاب تہذیب الاسماء
میں خطیب بغدادی سے روایت کی ہے۔ کہ امام ممدوح نے انس بن
مکحول کو دیکھا ہے۔ اگرچہ امام ممدوح کا متعدد صحابہ سے حدیثیں روایت کرنا بھی
ائمہ نے بیان کیا ہے۔ لیکن کم از کم امام ممدوح کا انس بن مالک کو دیکھنا
تو عموماً ائمہ محدثین نے تسلیم کر لیا ہے۔ اور تابعی ہونے کے لئے کسی
صحابی کا حرف و یکہ لینا ہی کافی ہے۔ جیسا کہ علم اصول حدیث جانتے والے
اسے خوب جانتے ہیں۔

امام مہج کی دوسری تفصیل آپ کا علمی کمال ہے حافظ ابن حجر کی شیمی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں کہ آپ کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ بلکہ بعضوں نے صرف ابن شیوخ اور اساتذہ کی جو طبقہ تابعین میں سے تھے۔ چار ہزار تک بیان کی ہے۔ اور تابعین کے سوا اور شیوخ و اساتذہ اس تعداد اور شمار سے علیحدہ ہیں۔ حافظ موصوف کتاب مذکور میں فرماتے ہیں کہ آپ سے پڑھنے والوں اور شاگردوں کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے بعض اماموں نے فرمایا ہے کہ مشاہیر ائمہ اسلام میں سے جس قدر شاگرد امام مہج کو نصیب ہوئے کسی کو نصیب نہیں ہوئے اور علما اور عام لوگوں میں سے جس قدر امام مہج سے مستفید ہوئے والے ہیں۔ اس قدر کسی اور سے مستفید ہونے والے نہیں ہیں۔ اور یہ مستفید ہونا کس چیز میں تھا۔ احادیث مشتبہ کی تفسیروں میں ان مسائل کی تفصیل میں جو استنباط کئے جاتے تھے۔ واقعات اور حوادث کے متعلق فتوؤں اور فیصلوں میں۔

نہایت تعجب اور فسوس ہے کہ جس امام کے شاگردوں اور مستفیدوں کی تعداد کو حافظ ابن حجر کی شافعی المذہب شمار میں لانا مشکل سمجھتے ہیں۔ اس جلیل الشان امام کی بابت یہ مشہور کیا جاتا ہے۔ کہ ان کو کھلی سترہ حدیثیں پہنچی تھیں۔ باقی خیر۔

تیسری تفصیل آپ کی کثرت عبادت تھی۔ حافظ ابن حجر کی امام ذہبی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ امام مہج ہر رات ایک رکعت میں پورا قرآن شریف برابر میں برس تک پڑھتے رہے۔ اور چالیس برس تک عشا کے وضو سے آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ عبد اللہ بن المبارک نے کوفہ میں آکر سب سے زیادہ پرہیزگار شیعہ کی بابت سوال کیا۔ تو جواب میں امام مہج کا نام لیا گیا۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں۔ میں نے ان کے ہزار استادوں سے علم سیکھا۔ جن میں امام مہج

سے بڑھ کر پرہیزگار اور زبان پر حافظ اور قانع کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ابوہاشم
تشریف فرماتے ہیں۔ امام ممدوح اپنے مدعوں کے درخت کے سایہ میں نہیں بیٹھتے
تھے اور فرماتے تھے۔ قرض سے فائدہ اٹھانا ایک قسم کا سود ہے۔

جو تھی فضیلت آپ کی کمال ذکاوت اور حاضر جوابی تھی۔ یزید بن ہارون
کہتے ہیں۔ میں نیک اہل علم کی ایک بڑی تعداد سے ملا۔ مگر امام ممدوح سے
زیادہ عقلمند اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ایک بار
آپ ایک ولیمہ میں اکابر علماء کے ہمراہ تشریف رکھتے تھے جس میں دو
بھینٹوں کا دو بھائیوں کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔ لیکن غلطی سے ایک کی
بیوی دوسرے کے پاس بھجی دی گئی اور ہر ایک اپنے ساتھ آئی بیوی بیوی
سے ہمبستر بھی ہو گیا۔ اب عین اس وقت اس کی بابت شور ہوا۔ جبکہ امام ممدوح
مع دیگر آئمہ کے تشریف فرما تھے۔ پہلے حضرت سفیان ثوری سے پوچھا گیا۔

تو جواب دیا۔ کہ ہر ایک بھائی اپنے ہمبستر شدہ عورت کو مرد دیدے۔ اور وہ
اپنے اصلی شوہر کے پاس چلی جائے۔ کیونکہ شبہ میں کسی سے صحبت کرنے کی
بابت شرعی فیصلہ یہی ہے۔ مشعر ابن کدام نے امام ممدوح سے کہا کہ آپ بھی کچھ
خوائیں۔ سفیان ثوری بولے۔ کہ اس کے سوا اور کیا جواب ہو سکتا ہے
جبکہ امیر المومنین حضرت علیؑ نے بھی اس قسم کے واقعہ کا یہی جواب دیا تھا
امام ممدوح نے فرمایا۔ دونوں لڑکوں کو بلایا۔ جب وہ آئے۔ پوچھنے پر ہر ایک
نے جواب دیا۔ کہ ہم اس لڑکی سے خوش ہیں۔ جو ہمارے پاس شب بانشہ ہو چکی
تھی۔ امام ممدوح نے فرمایا۔ کہ تم دونوں اپنی منکوحہ کو طلاق دیدو۔ چنانچہ
اُن کے طلاق دینے کے بعد ہر ایک لڑکے کا اُس لڑکی کے ساتھ نکاح
کروایا گیا۔ جو غلطی سے پہلے شب بانشہ ہو چکی تھی۔ چنانچہ تمام حاضرین
نے یہ کاروائی بہت پسند کی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ امام سفیان
ثوری کا جواب اگرچہ اصولاً یا محض درست تھا۔ لیکن اس کے موافق

فیصلہ ہو جاتا۔ تو ہر ایک شوہر کو اپنی زوجہ کی نسبت ہمیشہ یہ خیال رہتا کہ یہ پہلی رات میں ایک غیر کے پاس رہ چکی ہے جس سے اس کی زندگی ممکن ہے کہ ہمیشہ تلخ رہتی۔ اور اگر ہر ایک شوہر کو اس سے دلچسپی ہو گئی ہوتی۔ جو اس کے پاس شب بیاہ ہوئی تھی۔ تو شاید اس کے فراق میں اس کو دوسرے طریق سے ہر ایک کی زندگی تلخ رہتی۔ امام ممدوح نے یہ مقاصد مد نظر رکھ کر سفیان ثوری سے اتفاق نہ کیا۔ اور وہ فیصلہ کیا۔ جو مذکور ہوا ہے۔

امام محمد بن رازی فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ ایک شخص نے قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا۔ میں تجھ سے نہ بولوں گا۔ جب تک تو مجھ سے نہ بولے اور عورت نے قسم کھائی کہ تجھ سے نہ بولوں گی۔ جب تک تو مجھ سے نہ بولے۔ بہت فقہاء و حیران ہو گئے۔ لیکن حضرت سفیان ثوری نے فتویٰ دیدیا۔ کہ دونوں میں سے جو پہلے بولیگا۔ اُسے کفارہ دینا پڑے گا۔ جو اتفاق سے بڑی بھاری مقدار میں تھا۔ امام ممدوح نے جو فتوے پوچھتا پھرتا تھا۔ اُس سے فرمایا۔ اپنے گھر جا اور باتیں چیتیں کر۔ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ سفیان ثوری نے سنا تو فرمایا۔ تم حرام شدہ عورتوں کو حلال کرتے ہو۔ امام ممدوح نے جواب دیا۔ کہ جب شوہر کی قسم کے بعد عورت نے قسم کھائی۔ کہ میں تجھ سے نہ بولوں گی جب تک تو مجھ سے نہ بولے۔ تو حقیقت شوہر کی قسم پوری ہو گئی۔ کیونکہ عورت اُس سے بول چکی۔ اب اگر وہ بولے۔ تو کیا مضائقہ :-

سفیان ثوری نے کہا ہے شک تم پر اُن باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جس سے ہم غافل رہتے ہیں غرض اس قسم کی بات سنی حاضر جوابیاں جن سے آپ کی دقت نظری ثابت ہوتی ہے۔ کتابوں میں مذکور ہیں۔

پانچویں فضیلت آپ کی یہ ہے۔ کہ اکابر اسلام نے آپ کی تعریف و توصیف کرنے میں انصاف کی داد دی ہے۔ عبداللہ ابن مبارک (جو اکابر ائمہ محدثین میں سے ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد بھی تھے

کہ جن کی نسبت سفیان ثوری کا یہ خیال ہے۔ کہ کا شکے میری قیام عمر ان کے تین دن رات کے برابر ہو چکا۔ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے میری مدد نہ کرتا۔ تو میں ایک معمولی آدمی ہوتا۔ خطیب بغدادی نے بروایت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے۔ کہ امام مالک سے کسی نے پوچھا تم نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا ہے جواب دیا کہ بیشک میں نے ان کو ایک ایسا آدمی پایا۔ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں۔ تو دلیل سے ثابت کر سکیں گے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا۔ کہ امام ابو حنیفہؒ بڑھکر فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ تو کہا کہ سفیان ثوری حفظ حدیث میں بڑھکر ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ ان کے سمجھنے میں۔

محمد بن بشیر کہتے ہیں۔ کہ میں سفیان ثوری کے پاس سے جاتا تھا۔ تو فرماتے تھے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو۔ کہ اگر لقمہ اور اسود (جو عبد اللہ بن مسعود کے اعلیٰ شاگرد تھے) زندہ ہوتے۔ تو ان کے محتاج ہوتے اور جب امام ابو حنیفہؒ کے پاس سے سفیان ثوری کے پاس جاتا تو فرماتے کہ تم دنیا بھر کے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو۔

خطیب بغدادی نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے سب آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کے بال بچے ہیں۔
لفض بن شمیم فرماتے ہیں۔ لوگ فقہ سے سوئے ہوئے تھے امام ابو حنیفہؒ نے ان کو بیدار کیا۔

سفیان بن عیینہ سے اکبری محدثین میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ جسکو فن مناری میں تبحر مقصود ہو۔ وہ مدینہ اور جسے مناسک حج میں تبحر مطلوب ہو۔ وہ مکہ جائے اور جو فقہ میں تبحر چاہے۔ تو اسے کوفہ میں امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

عبداللہ بن مبارک قراتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ سے زیادہ محنت ہونے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ وہ بڑے دقیق النظر پرہیزگار۔ فقیہ اور امام تھے راقم خاکسار کہتا ہے۔ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ امام محدج کے محامد اور مناقب کا صرف نمونہ ہے اور یہ سب کچھ آئمہ شافعیہ کی کتابوں سے نقل کیا ہے کسی حنفی المذہب کی کتاب سے نہیں کیا۔ اور میں اب اس تقریر کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ خداوند عالم یہ کو بھی ورع اور تقویٰ اور تفقہ میں امام محدج کی تقلید کی توفیق دے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہمین والہ وارضیٰ اجمعین ۛ

غزل فارسی

(از القائے نامی کوہ سوار چشتی نظامی)

دل من فروغ یابید چوں نقاب رخ کشائی	زاد شو دہر اسان بسجڑوں رونمائی
دل و دیدہ فرخش را ہے کہ بصد خرام آئی	سیر من فدائے قامت کہ قاصدے نامی
در شوق دید جانان با حیلہ و بہانہ	بازار و کوچہ و در کردم بسے گدائی
اے آفتاب خواباں بر من کرم نہ گاہے	مشاق جلوہ تست ایں ذرہ خدائی
چاہک مزاج و رعنا آں فتنہ زمانہ	ہوش و حواس بڑہ با طرز دلربائی
در میکدہ نشستم با صوفیان عالی	آموختند مارا یک رمز پارستانی
رفتم بہ نزد ازاد تاراہ حق مناسید	میگفت من چہ دامنم رہ و رسم آشنائی
در گوش گل چہ گفتی بہرصال بلبل	پر وانه را چہ کردی اے شمع بیوفائی

در خواب و دوش گفتہ القائے پریشاں
نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

مکاشفہ

الحاصل علم مکاشفہ سے مراد یہ ہے کہ لوازم بشریت کا حجاب دور ہو کر مذکورہ بالا امور کی حقیقت اصلیت ایسے واضح طور پر عارف کامل کیلئے کھول دی جاتی ہے کہ وہ انہیں بالکل کھلم کھلا دیکھ لیتا ہے جس میں مطلقاً شک و شبہ کو کسی قسم کا دخل نہیں ہوتا۔ اور اس حالت کا پیدا ہونا بالکل قانون طبعی کے مطابق ہے۔ کیونکہ آئینہ قلب سے جب مختلف قسم کی بد اعتقادات و یوں اور جانفشانی خباثتوں کا رنگارنگ بذریعہ مجاہدت و ریاضت اُٹھ جاتا ہے۔ تو حقائق و معارف منجلی ہوتی ہیں اور یہ بات بالکل انبیاء علیہم السلام کے رنگ میں رنگے جانے سے حاصل ہو سکتی ہے یہی وہ علم ہے جس کو بذریعہ تحریر و تقریر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ وہ کیفیات ہیں جو ماوراء گرفت و شنید ہیں۔ اور یہی وہ علم خفی ہے جس کا اشارہ حضور علیہ السلام نے الفاظ ذیل میں کیا ہے اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ كَيْفِيَاةً الْمَكْنُونُ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اَهْلُ الْعِرْقَةِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی فَاِذَا نَطَقُوا بِهِ لَمْ يُجْهَلْهُ اِلَّا اَهْلُ الْاِغْتِرَادِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی فَلَا يُحَقِّقُهَا يِلْمًا مِّنْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ يُحَقِّقْهَا اِذَا اَتَاهُ الْعِلْمُ مَجْهِيْنٌ ہے کہ ناظرین حقیقت مکاشفہ کے معنی بخوبی سمجھ گئے ہونگے۔ اس لئے امام بہام کی تشریح کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ زیادتی کروں۔

فَاِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حِذَا مَ

ہاں یہ تبدل و نیازوری معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جابجا لفظ علم کا استعمال انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں آیا ہے۔ سو ایسے مواقع پر علم سے یہی علم معرفت ذات باری مراد ہے۔ حساب و جغرافیہ

ہیں جو روزمرہ معاملات زندگی میں کار آمد ہوتے ہیں۔ اور آیہ اِنَّ الدِّیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِیْلٌ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ الْخَرِ اسی علم کی طرف اشارہ ہے فَهُمْ مِّنْ فَهْمٍ مِّرْیَاسٍ اور بھی بعض کتب ایسی موجود ہیں۔ جن میں حقیقت مکاشفہ پر بحث کی گئی ہے۔ مگر انہیں اکثر ایسی دقیق باتیں ہیں جنہیں غالباً سب ناظرین نہ سمجھ سکیں اس لئے صرف احیاء العلوم کی عبارت پر جسکا ترجمہ اوپر دیا گیا ہے۔ کفایت کیجاتی ہے۔ مجھے صرف یہ کہنا مقصود تھا۔ کہ جب سید صاحب اس کو چہ کے آدمی نہ تھے۔ تو کیوں خواہ مخواہ اس میں دخل و مداخلت کا مصداق بنے۔ کیا اس سے آپ کا یہ منشا ہے۔ کہ سلسلہ اہل معرفت کی تکذیب کریں۔ اگر یہی منشا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ خدا کے ساتھ جنم کرنے کی ٹھانی ہے۔ معاذ اللہ منہا اور اگر مسئلہ کی تحقیق کرنا مقصود تھی۔ تو جس علم کا مسئلہ تھا۔ اس کے اصول پر گفتگو کی ہوتی۔ محمدان یورپ کے اصول پر آپ مذہب کی کس کس بات کا انکار کرتے جائینگے۔

زمک نور زلال رو تاختی در کشور ظلمت

کہ حسن چینیان را در لاس رنگیان بینی

کسی قومی مجلس میں کھڑے ہو کر چندہ کی تحریک یا کانگریس کی مخالفت میں دھواں دھار لکچر دینا اور چیرہ اور معارف و حقائق عارفانہ جتنکو انوار شمع نبوت سے بذریعہ مجاہدت و ریاضت اور تصفیہ و تزکیہ

لے بیشک ایک حصہ علم کا وہ ہے جو بطور اسرار مخفیہ رکھا گیا ہے۔ جسکو صرف اللہ معرفت والے لوگ حاصل کر سکتے ہیں جب وہ لوگ ان علوم کو الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ تو صرف جاہل و مغرور آدمی اس کا انکار کیا کرتے ہیں تم ایسے عارف کی تحقیق کر دو جسکو خدا نے یہ علم دیا ہو کیونکہ جب خدا نے اسکو علم دیا ہے۔ تو اس کو چھپ نہیں سیتے دیا نہ (۲) بات دہی ہے جو خدام علیک عورت کا نام ہے) کہ یہ ایک ضرب المثل ہے جس کا ایک لمبا قصہ ایسے موقع پر بولا کرتے ہیں

یہ بات کاغذی تصدیق کا ہے

تزکیہ نفس حاصل کیا جاتا ہے۔ اور چیز و لمحروب اِجبال ۵

در کفی جام شریعت در کفی سندان عشق

ہر ہوسنا کے چہ داند جام و سنداں با ختن

مقامات مکاشفہ کو بیان کرنا صرف انہی حضرات کا کام ہے جو صاحب مکاشفہ
میں اس لئے ہم اپنے علوم رسمہ کی بنیاد کوئی بحث نہیں کر سکتے۔ البتہ تعلیم
قرآن مجید سے ہم اس قدر سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ مقام اہل معرفت کو حسب قابلیت
علائے اختلاف مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان کا حصول بالکل اصول

فطرت پر مبنی ہے۔ بھلا اس قدر تو عام اہل ایمان بھی اپنے ذاتی تجربہ
سے جانتے ہیں۔ کہ کثرت ذکر سے جب قلب حسب خواست اللہ مذکور اللہ
تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ نقطہ اعتدال پر جم جاتا ہے۔ تو دل کو ایک گونہ ٹھنڈک

محسوس ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا سرور و انبساط حاصل ہوتا ہے
کہ اس کے مقابل کوئی چیز بھی قابل قدر معلوم نہیں ہوتی۔ یہیں سے

قیاس کر لینا چاہیے۔ کہ جب کسی مشائخ کامل کے اتباع میں جس سے
درحقیقت حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے نسبت قائم کی جاتی ہے۔ و

جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ پوری ریاضت و مجاہدت کی جائے۔ تو
کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔ مگر ایک جاہل منکر اس راز کو کیا سمجھ سکا؟ اینجا تا ارادتے

نیادری سعادتے نبری ۵

شرف خواہی بگرد مقبلاں گرد کہ زود از مقبلاں مقبل شود مرد

میں منکرین سے صرف یہی پوچھنا ہوں۔ کہ تم بتلاؤ۔ کہ نماز کس طرح پر ادا کرتے
ہو؟ ہمیں تو تکبیر تحریرہ کے وقت بھی حضور قلب نہیں ہوتا۔ جو بظاہر درجہ

قبولیت نماز کا ہے۔ بھلا حضور و خشوع جو وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُونَ کا حکم ہے کہاں نصیب ہوگا۔ تم صدقہ دیتے ہو۔ جس میں

ریا و نمود کی آمیزش برابر لگی ہوتی ہے۔ بلکہ ایسا اوقات صرف بعض لوگوں کا

نہ دیکھو کہ صرف اس کی ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے ۱۲ نمبر

تم صدقہ دیتے ہو۔ جس میں ریا و نمود کی آمیزش برابر لگی ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات صرف بغرض ریا و نمود ہی دیتے ہیں۔ تم ہر وقت محبت زروسم میں نبی نوع کے برخلاف منصوبہ بازی کرتے ہو۔ اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تمہیں یہی دھن لگی رہتی ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ منصوبہ یا فریب چل سکے اور کامیابی ہو۔ اور اس پیش رفت میں تمہیں کبھی بھولے سے رضائے مولیٰ اور اتباع سرور کائنات صلعم کا خیال نہیں آتا تمہارا معتقدات ایک مجموعہ ہے۔ شکوک و ادہام کا جس میں کوئی امر بھی اذعان و تصدیق حق کے درجہ پر ثابت نہیں ہوا۔ تمہیں شیطانی خطرات اور انسانی خواہشات ہمیشہ بمقام و مضطرب رکھتی ہیں جن سے محبت الہی اور محبت رسول پاک تک نہیں پھٹکتی تمہیں استغفار اور سچی توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ جو نفس کے لئے کیمیا کا کام دیتی ہے۔ تمہیں کچھلی رات گریہ کی توفیق نہیں ملی جو صفائی قلب کا بھاری ذریعہ ہے تم حلقہ دوستوں میں بیٹھے تمام خلاف مشروع افعال کے مرتکب ہوتے ہو۔ اور مسجد تک جانے میں تاثر ہوتا ہے یا بسا اوقات نہیں جاتے۔ تمہارے پڑوس میں ایک بیوہ کنگال یا ایک یتیم بیکس بھوکوں مرناتے اور تم قورمہ اور ملاؤ کھا کر بیٹھی تین سو جاتے ہو۔ اور صبح کے اٹھ بجا دیتے ہو تمہیں جو میں گھنٹہ میں تفکر و تدبر کے لئے جو حقائق و معارف کا دروازہ ہے۔ ایک منٹ بھی نہیں ملتا۔ تم اپنے بڑے کاموں کے چھپانے اور اچھے کاموں کے شہرت دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھاتے کہتے۔ تم اپنی مدح و تعریف سے خوش ہوتے ہو گو جھوٹ ہی بکوار ہو جو مذمت سے ناراض ہوتے ہو۔ گو سچ ہی ہو۔ وغیرہ وغیرہ پس ایسے حالات میں تم خود ہی انصاف کرو۔ اور اپنے ایمان سے فیصلہ کر لو۔ کہ تم مسلمان کہلانے کا استحقاق رکھتے ہو۔ اور انہیں عبادات اور معاملات بر خدا کے حضور میں سرخرو کرنے کی اس قدر سے بیٹھے ہو؟ جبکہ اگر کسی کھانے کی صورت

میں مجسم کیا جائے۔ تو کتا بھی سونگھ کر چھوڑ دے اور اگر بودا چیز کی صورت میں لائے جائیں۔ تو کوئی دوا آدمی ملکر نہ بیٹھ سکیں اور بایں خست و نارت ان لوگوں پر زبان طعن و راز کرتے ہو۔ جن کا ظاہر و باطن بمضمون آیہ وَذُرُّوْطَآءِہِمْ اِلَیْہِمْ وِیَاطِئْہِہُ الْاَلْسُنُ گناہ سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ جو حیثیت الہی سے ہر وقت سرباز آستان تسلیم پر رکھے رہتے ہیں۔ جن کا معاملہ خدا اور خلق خدا کے ساتھ محض لکھیت پر مبنی ہوتا ہے جن کے پرانوار چہرہ دل کے دیکھتے ہی دلوں میں محبت الہی کی ٹوہ سی لگ جاتی ہے۔ جن کے دم قدم کی برکت سے باوجود اہل عالم کے کثرت فسق و فجور کے آسمانی عذاب ٹکرا رہتا ہے جن کے زیر سامانے سے خدا کے غضب کی آگ سر و ٹپ جاتی ہے جن کے کلمات قدسیہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور جن کی نظر میں وہ برقی طاقت بھری ہوتی ہے۔ کہ عمر بھر کے خستہ محصیان کو سجاوہ عبادت پر جا بٹھاتے ہیں۔

آنٹل کہ دوست دیگر اہل برہودم سرگزینے نزارم و نمودم
جاناں تو یک نظر چنیاں بر بودی گوئی کہ ہزار سال بیدل بودم
مکاشفہ جس کا اتکار کیا جاتا ہے۔ وہ علم خفی ہے۔ جو دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی معرفت ان کے سچے متبعین کے سوا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا یہی وراثت ہے جسے اشارہ حدیث العلماء و رشتہ الانبیاء میں کیا گیا ہے کیونکہ علم سے مراد علم شریعت و حقیقت ہے نہ معلوم مروجہ اہل دنیا مکاشفہ ہی تھا۔ کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ واقعہ قتل کو جو کفار کے ہاتھ سے مکہ معظمہ میں واقع ہوا تھا۔ بوقت قتل مہینہ منورہ میں ہو بہو صحابہ کے سامنے بیان کر دیا۔ ادھر حضرت خدیجہؓ آپ کو سلام علیکم کہا۔ ادھر آپ نے و علیکم السلام ارشاد فرمایا ادھر کعبہ کی طرف منہ ہر پیر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ سب واقعات

عین ایک واقعات میں واقع ہوئے جن کی بعد میں لوگوں نے تصدیق کی اور بہتوں کے لئے موجب ایمان ثابت ہوئی۔ مکہ شفعہ ہی تھا۔ کہ کیفیت معراج پر جب منکرین نے اعتراض کیا۔ کہ بھلا ہمارے فلاں قافلہ کے حالات جو شام سے آئیوالا ہے بیان کرو۔ تو حضور نے عین وہ باتیں جو ان کے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے تک پیش آئیوالی تھیں کہہ سنائیں اور شہر میں داخل ہونے کی کیفیت بھی بتا دی۔ چنانچہ مخالفین نے تصدیق کی۔ اور آپ کو ایک بھاری جادوگر کہنا شروع کر دیا۔ مکہ شفعہ ہی تھا۔ کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں منبر پر عین خطبہ پڑھنے کی حالت میں اپنے سپہ سالار ساریہ کو جو شام میں مقابلہ کر رہا تھا۔ زور سے کہا کہ یا ساریہ! تجھ (ساریہ پہاڑ کی جانب اختیار کرو) چنانچہ اوہر ساریہ نے بھی وہی آواز آپ کی سنی اور اس پر عمل کیا۔ اور دشمنوں پر فتح پائی اور بعد میں اُس کی تصدیق کی گئی اعلیٰ ہذا ہزاروں اسی قسم کے واقعات خاصان بارگاہ ربانی سے منقول ہیں اور یہ سب کے سب خزانہ نبوت سے وراثتاً حاصل کئے جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی جاہل منہ بنا کر ان واقعات کا انکار کر دے۔ تو اُس کا انکار کیا حجت ہو سکتا ہے؟ اور ماننے والوں کو جو دلائل عقل و نقل سے انہیں ثابت کرتے ہیں۔ اگر عجائب پرستی کا الزام دیکھو۔ تو اس کا الزام دنیا ان واقعات کی حقانیت میں کیا نقص عائد کر سکتا ہے۔ انکار کر دینا آسان بات ہے۔ مگر ضم کے سامنے حجت میں عہدہ برا ہونا مشکل بہم تو ایسے انکار کو ایسا ہی انکار سمجھیں گے جیسے کوئی نادان کہے کہ قسطنطنیہ محض ایک فرضی شہر کا نام ہے۔ درحقیقت اس نام کا کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں۔ یوں ہی اخباری دنیا نے جھوٹ موٹ ایک نام تجویز کر لیا ہے۔ مگر جو شخص قسطنطنیہ کو دیکھ چکا ہے اور وہاں سلامت ہوش و حواس رہ کر کچھ عرصہ بسر کر آیا ہے۔ تو کیسے یہ کہتا ہے کہ قسطنطنیہ

کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں۔ اب اگر دونوں اپنے اپنے دلائل بیان کرنا شروع کر دیں۔ تو گویا ہر چند ایک ناواقف اس منکر کے ساتھ ہو جائیں۔ اور اُس کی رائے کی تائید کرنے لگیں تو کیا سچ حجتِ قسطنطنیہ دنیا میں موجود نہ ہوگا؟ نہیں بلکہ جو شخص اصلیت کو معلوم کرنا چاہتا ہے اسے ضروری ہوگا کہ وہ نکتہ وسائل کو استعمال میں لا کر اپنا اطمینان کرے جن میں سب سے عمدہ وسیلہ یہ ہے کہ وہ خود سفر کرے اور اگر استطاعت سفر نہ رکھے تو ثقہ لوگوں کے بیان پر اعتماد کرے۔ اور اگر خود جانے کی توفیق نہیں دے کھتا۔ اور اُسے ثقہ آدمیوں کے بیان پر بھی وثوق نہیں تو اُسے کہنا چاہیے۔ کہ تم اللہ کی طرف سے فضل و رحمت کے منتظر رہو۔ ممکن ہے کہ نہیں کوئی تسبیل یقین کی مل جائے۔ کیونکہ ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ ایک شخص عمر بھر ایک غلطی میں مبتلا رہا ہے۔ اور عالم اسباب سے خداوند کریم نے یک دفعہ کوئی ایسا سبب پیدا کیا ہے۔ جس سے اس کی غلطی کا ازالہ ہو گیا۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ شخص قسطنطنیہ پہنچ کر بھی یہی کہتا رہے کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں شخص دھوکا ہی دھوکا ہے۔ حقیقت میں کوئی شے نہیں۔ سو ایسے شخص کو کہنا چاہیے کہ کج بخت بحرہ روم پاس ہی ہے۔ جاؤ ب مرے

تو نہ مروت عشق باز ہے ما بردارے خواجہ کار دیگر کن

نکتہ کی بات

(نور خاں محمد علی داورام صاحب کوثری)

اے نایب رسول امین دام ظلکم
عثمان کے بھی عہد میں لبر زنجیر خدیم
میری تو عقل ہو گئی اس مسئلہ میں کم
اُن کے مشیر ہم ثقہ ہمارے مشیر ہم

اک روز افسانہ کسی نے عرض کی
ابو بکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں جبریلؑ
کیوں آپ ہی کے روئے زمین پر
کہنے لگے ہر جہاں کوئی پوچھنے کی بات

تاریخ المتقین

سلسلہ گزشتہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جو تین روز پیشتر ایمان لائے تھے۔ سب کی تسلی کر کے شجاعانہ عمر کے مقابلہ کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ اگر عمر نیک نیتی سے آیا ہے۔ تو بہتر۔ ورنہ اُسی کا خنجر اور اُسی کا سر ہے۔ جب آواز اُن کی باتوں کی گوش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی۔ خود عمر کے استقبال کو اٹھے اور دروازہ کھول کر فرمایا۔ اے عمر اب تم کب تک ہمارے دشمن بنے رہو گے۔ مگر اُس وقت شجاع عمر کی کیا کیفیت تھی۔ تلوار اُن کے گلے میں اس طرح ڈبڑی تھی۔ جس طرح بے ہتھیار ہمارے دشمن کی۔ آنکھوں میں شوق سے آنسو رواں تھے چاہا کہ قدموں پر گر پڑیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی چوم کر گلے سے لگا لیا۔ اور آغوشِ رحمت میں لیکر ایسا دبایا۔ کہ تمام جسم حضرت عمر کا میت نبوی سے کاٹتے لگا اور اُن کا سینہ نور ایمان کا گنجینہ بن گیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت شاد ہوئے۔ اور ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے گئے۔ حضرت عمرؓ نے صدقِ دل سے اشہد ان لا اله الا اللہ واشہد انک رسول اللہ کا نذرہ مارا سب مسلمان آپ کے ایمان لانے سے حمد و ثناء خدا سے سب جان کی کرنے لگے۔ اور نہایت خوشی سے باواز بلند تکبیریں پڑھنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب مسلمان کتنے ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اب تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت چالیس مسلمانوں کی پوری کر دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی باطل عبادت تو علانیہ ہو۔ اور خدا کے
 واحد کی سچی عبادت خفیہ۔ خانہ کعبہ میں تشریف لیجئے۔ تو ہم بھی خدا کی
 عبادت آشکارا کریں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مروجہ کو
 قبول فرمایا۔ اور بڑی شان اور دیدہ سے اصحاب باصفا کو ہمراہ لیکر داخل
 کعبہ ہوئے کافروں کے منتظر سر جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ دیکھ
 کر پوچھنے لگے کہ اے عمر یہ کیا کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اے دشمنان
 دین میں صدق دل سے خدا کے واحد پر یقین لایا اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی غلامی کا خاشیہ اپنے دوش پر اٹھایا۔ اب کوئی اطاعت
 خدا اور رسول کی قبول کرے۔ بہتر ہے ورنہ میرا خنجر اور اس کا سر ہے چنانچہ
 اسی روز شوکت فاروقی کو دیکھ کر بہت کفار داخل اسلام ہوئے۔
 جس روز آپ داخل دین متین ہوئے کعبہ میں جمع بہر نازل دیں ہوئے
 آہستہ سے آذان جو خوش ملکین ہوئے فرمایا کیا مشرف دین ہم نہیں ہوئے
 نام خدا و نام نبی لو پکار کر
 اب تمکو کس کا ڈر ہے اذان دو پکار کر

آپ کی حمایت اور اعانت کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 معاصر اصحاب باصفا کے خوف و خطر نماز بالجہر خانہ کعبہ میں ادا کی۔ جب کفار نے
 دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تابع پیغمبر ہوئے۔ سب سے کنارہ کیا اوجھاگ
 گئے۔ روایت ہے کہ جس روز حضرت عمر ایمان لائے۔ اُس روز مسلمانوں
 نے نقارے دین محمدی کے بجائے اور اُسی دین سے دین اسلام نے
 ترقی پائی اور کافروں میں خرابی آئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
 فرمائی یا ایہا النبی حسبک ومن التبع من المؤمنین یعنی اے نبی
 کافی ہے تجھے اللہ اور جو تابع اللہ ہوا تیرا ایمان والوں میں سبحان اللہ
 جب ایسا شمس فلک جلالت مہر پھر شجاعت غاشیہ برداری اسلام

کی اختیار کرے۔ دین اسلام کیونکر رونق نہ پادے ۵

مسلماں ہوا جب یہ فرخ عمل جو پھرتے گردن اٹھائے ہوئے	توسب کافروں کا گیا دم نکل وہ چلنے لگے سر جھکائے ہوئے
مسلماں اُس ایام تک زمیندار عمر نے اُسی روز بے زینت شک	نہ کرتے تھے اسلام کو آشکار کیا ظاہر اسلام کو بے دھڑک
امام رسل کے عقبہ بانیاز لب بام الدار کبیر کہا۔	پڑھی کعبہ میں باجماعت نماز سر عام وصف پیسبر کہا
کیا وصف احمد بیاں اس قدر تیجھے کیا ہوا ہے تو کہتا ہے کیا	کہ کفار کہنے لگے اے عمر کہا اُس نے اے دشمنانِ خدا

زباں تابو دور وہاں جائے گیر
شنائے محمد بود و لپہ زیر

لقب فاروق ہونیکسی وجہ

روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق میں جھگڑا اٹھا۔ یہودی نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اس کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اسی واسطے کہ وہ یہودی سچا تھا۔ اور وہ جانتا تھا۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سچے کو سچا کرتے ہیں اور کسی کی رعایت نہیں کرتے ہیں آخر وہ یہودی اُس منافق کو حضرت کے پاس لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کا حق ثابت کر کے فرمایا۔ کہ یہ یہودی سچا ہے۔ مگر وہ منافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی نہ ہوا۔ کہنے لگا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کار قضا کرتے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ آخر دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ یہودی نے کہا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم میرا حق ثابت فرما چکے ہیں۔ مگر یہ منافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا۔ کہ کیا یہ بات اسی طرح ہے۔ کہ یہودی سچ کہتا ہے۔ منافق نے کہا۔ ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کھڑو ابھی فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ آپ فوراً گھر میں گئے اور تلوار لاکر منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ناراض ہو گا۔ اُس کا یہی حال ہو گا۔ اُسی وقت جبریل علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ عمرؓ درمیان حق اور باطل کے فرق کرنے والے ہیں۔ اُسی روز سے آپ کا لقب فاروقی ہوا۔

خلافت کے نیگیں پر گر چہ نقش دو تم ہو
عطا تم کو کیا حق نے لقب فاروق اعظم کا
اشد اعلیٰ الکفار کے ہو مقصد اجل
ابھی تک انحراف تکیر میں قلب تھرتے
تمہارا قدر و اہم خالق ہے یا خود ہیں رسول اللہ
سجود کے چھپے ہجرت کی گر تم نے علانیہ
کوئی مومن ہوا نہ نہ اس دور خلافت میں
تمہارے ہی زمانہ میں ہوا تا کم سن ہجری
کلیم آسا چھپے میں تم میں نور کے سوجھوے
امیر المومنین ہو اور یسویب امت کے
محمدؐ او تم پیدا ہوئے ہو ایک طینت سے
نہ چھوڑا پاس ترتیب و یکو بعد فرما بھی
تمہیں یہ شمس پہلے سلام اللہ بھیجے گا

حقیقت میں مگر اول المومنین تم ہو
جہاں میں رنج احکام فرقان میں تم ہو
حقیقت میں حقیقی ناصر دین متین تم ہو
نیستان شجاعت کے شہا شیر عرس میں تم ہو
شہا درج خلافت کے عجب درج میں تم ہو
رئیس الحاکمین تم ہو امام المستجبین تم ہو
بقول مصطفیٰ اسلام کے حصص میں تم ہو
عجد و غمد کے ہو موجد ماہ سنیں تم ہو
ید بیضا کلام اللہ ہے اور آستین تم ہو
دل اعدا کو تو ہو انیش ہو انگیں تم ہو
اشارہ اسے ہر اک جزو اصل تم ہو
محمدؐ کے قرین حدیث نہیں ان قرین تم ہو
تعالیٰ اللہ کیا مقبول رب العالمین تم ہو

لہ افادہ عمر بن طینۃ واحد ۱۲

لہ اول من یسلم علیہ الرب یوم القیامۃ عشر ۱۲

تمہاری زیست میں موت میں فرق تو تھا
تمہارا دل گزر گاہ خیال بھی داور ہے
مصلے کا لقب بخشا مقام پاک کعبہ کو
بعد جاہلیت بھی رسول قوم تھے اول
کبھی کھانا نہ گیا رہے قوموں سے تم نے سو کھایا
مسلمان ہو چس کر ہو روح الامیں نازل
وہ جام جو فقط اس خاکدانِ اکبر کا تھا
مٹی نے دی بشارت بھی اس خالقِ خدائی
غزل و صف عمر میں اچھوٹے فاقے اُسپر
کہ پہلے نیرِ عظم تھے اب ہمیں تم ہو
جو کچھ سوچا ہوا وہ صاحتِ کزبں تم ہو
عبادت خانہ اسلام کو رکھیں تم ہو
بعد میں سلج حق کے دو تم جانیں تم ہو
اور اُس حق بھی تو نا اسودہ زبان جویں تم ہو
بشارت دی بھی کہ وہ امام المسلمین تم ہو
خطِ تقدیر جس پر عیانِ مسائیں تم ہو
عجب غمخوار تکلیف کو آنا کا تبیں تم ہو
مگر حسنِ سخن کے اقدس کن رکھیں تم ہو

نزول آیات موافق میلے حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ کے قول کے موافق بیش آیتیں قرآن شریف میں نازل ہوئیں۔ آیت پہلی
یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر مقامِ ابراہیم کو ہم مصلے بنائیں۔ تو خوب بات ہے
پس نازل ہوئی آیت واتخذوا من مقامِ ابراہیم مصلیٰ یعنی بنا لو تم
مقامِ ابراہیم کو مصلی۔ آیت دوسری۔ یہ کہ عرض کی میں نے آپ کی عورتوں
کے نزدیک جو مرد آ کے بیٹھ جاتے ہیں اُس میں نیک اور بد بھی طرح
کے لوگ ہوتے ہیں۔ اگر عورتوں کو حکم پر وہ کا فرائیں۔ تو اچھی بات ہے
حضرت زینب ام المومنین نے فرمایا۔ تو عزت کرتا ہے ہماری اور وحی ہمارے گھر
میں آئی ہے۔ پس نازل ہوئی آیت پر وہ کی واذا سالتمواہن متاعا فاسئلو
ہن من وراء حجاب یعنی سوال کیا کرو تم اسے مرد و عورتوں کو پردے
کے پیچھے سے (فائدہ) سبحان اللہ کی نعمتِ عظمیٰ حق تعالیٰ نے ہم کو آپ کی برکت
سے دی کہ عزت ہو گئی۔ جس قوم میں وہ عورتوں کا نہیں ہے۔ تو دیکھنے
والے آنکھوں سے۔ مزہ لیتے ہیں۔ یہ بڑی بخوشی کی بات ہے۔ اسی طرح

آیات قرآن پاک میں ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

شہادت نمونہ قیامت

واتعہ جائگاہ وفات عمر فاروق کا کتب تواریخ اور روایات صحیحہ سے اس طور پر ثابت ہوا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ جو کوفہ کے عامل تھے۔ اُن کا ایک غلام خیر روز نامہ بد انجام جس کی کنیت ابی لولؤ تھی اور پیشہ حداوی اور بخاری وغیرہ کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے آپ سے عرض کی کہ میرا مالک مجھ سے دو درم روزانہ حق ملکیت میں لیتا ہے۔ میں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ سفارش کر کے کم کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اتنے کام جانتا ہے دو درم روزانہ تجھ پر کچھ بار نہیں ہنسنا بھرا کو وہ بات آپ کی نہایت بُری لگی اور یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ کہ عدل آپ کے سارے جہان کے واسطے ہے میرے واسطے نہیں ہے۔ ایک دن آپ نے مسگر بلوایا اور فرمایا کہ تو میرا چکی بناؤ کہ تمام شہر کو آرام ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ کے واسطے ایسی چکی بنا دوں گا۔ کہ مشرق سے مغرب تک نام رہے گا۔ آپ اُس کے کلام کو سمجھ گئے۔ کہ قتل کی خبر دیتا ہے پھر فیروز نے تلوار دوسرے عالی ایجاد کر کے بنائی اور زہر کے پانی میں بچھا کر گہات میں رہتا تھا۔ آخر ستائیس فوج لکھ کو چار شنبہ کے روز آپ موافق معمول برائے نماز صبح اول وقت تشریف لائے۔ اور نماز سنت سے فارغ ہو کر جماعت کے لئے مصحف کو درست کیا۔ اور نماز میں مشغول ہو کر بعد سورہ فاتحہ کے سورہ یوسف شروع کی۔ کہ اُس غلام جو سی نے آگے بڑھ کر تین غریبیں ملاں۔ ایک شانے میں ایک پیلوں میں ایک زیناف اُسی جگہ آپ گر پڑے۔ اور کثرت خون سے بیحوالش ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہما نے یقیناً اس حادثہ قیامت خیز کے عیب وارین میں خوف کو امام کے سورہ والعصر اور سورہ کوثر سے نماز تمام کی اور آپ کی کھان میں رہ گئے اور وہ غلام بد انجام اُسی وقت دیگر چند

آویوں کو زخمی کر کے پناہ گاہ کاٹ کر علیہ السلام پر گناہ جب تکے پاس لوگ آئے اور نماز کے واسطے کہا۔ جب آپ جویشن میں آئے فرمایا۔ لوگوں نے نماز پڑھ لی عرض کی ہاں فرمایا۔ الحمد للہ الحمد للہ قول الصلوۃ یعنی حمد ہے اللہ کی ہمیں مستطاب ہے وہ جس نے ترک کی نماز اس کے حق کیا اور نماز ادا کی پہلی رکعت میں سورہ والعصر دوسری قرآن یا ایہا الکفر وین یحیا بعد نماز کے فرمایا کہ کہیں یہ کام کیا کہنا ابو دلو سے فرمایا الحمد للہ کہ میرا خون کسی مسلمان کے سر پر نہ پڑا۔ بعدہ آپ نے درباب خلافت و دفن وغیرہ کے وصیت کر کے تربیع شہر ریس کی عمر پاکر مکہ معظمہ روز یکشنبہ ۱۲۴ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آخر ماہ ذوالحجہ تیسویں سال ہجرت کے روز پچیس ہند اٹھائیس تاریخ ماہ ذوالحجہ کو آپ کی روح مقدس نے جنت کی طرف پرواز فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور باجاوت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں برابر قبر شریف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دفن ہوئے۔

عزیز و گلشن غانی مقام عبرت ہے یہ برگ زر وہ نہیں و فتر مصیبت ہے
گلی میں یاں دل پر مرکہ کی شبابہت ہے گمان ہوتا ہے گل پر کہ باغ حسرت ہے
یہ سچ ہے باغ جہاں عیش کا مقام نہیں
قرار گل کو نہیں سرو کو قیام نہیں

ہے گل کی بات کہ سر سبز تھا چین کا چین چین میں آئی تھی فصل بہار بن دولہن کے
وہ گلشن وہ حبلی کنیز بن تھیں باہن چین سمن وہ جس کی ہنک کو نہکتا تھا گلشن
نہ ایک رنگ میں دیکھا یہ لالہ زار کبھی
خواب کا مدد یہاں کبھی بہار کبھی
وہ اپنا باغ کہ کہتے ہیں سب اسلام کہ باغبان تھے جس کے کبھی رسول امام

نترتے جس کے صحابہ تھے جس پہل علم کلام خالق اگر تھا بلبوں کا کلام
خوشادہ وقت کہ تھی زینت جہاں اُسے
قضا پر جانے لگی رونق جہاں اُسے

ہزار حریف کہ وہ رنگ بوستاں نہ رہا اجاڑ کیوں ہو گلشن کہ باغیاں نہ رہا
ہزاروں پہل تھے جن کا کہیں نہ رہا ہزار رہا تھے عنادل اک آئیناں نہ رہا

خزاں نے آتے ہی سارے چمن کو لوٹ لیا

قضا نے آہ ہمارے چمن کو لوٹ لیا

جہاں کو جب سے مرا باغیاں روانہ ہوا ستم وہ کون سا باقی رہا ہے کیا نہ ہوا
خزاں کو باغ میں آئے ہوئے زمانہ ہوا بہار کا تھا جواک مافہ نہ ہوا

پاک چھپکتے ہی اک انقلاب تھا یا رب

نصیب جاگے تھے اپنی کہ خواب تھا یا رب

ابھی بپا تھا غم رحلت رسول اللہ وفات حضرت صدیق نے کیا تھا تباہ
تھے ایک حضرت فاروق اپنے شاہنشاہ شہید وہ بھی ہوئے لا الہ الا اللہ

سواترے نہ رہیگا کبھی بھی یا باقی

فنا ہے سب کو تری ذات سے سدا باقی

شہ رسل نے بنایا تھا ان کو اپنا وزیر رہے خلافت صدیقہ میں رکن و مشیر
ہوئے غریب مسلمان کے جب آپ امیر تو عدل و داد کی عالم میں کھینچ دی تصویر

وزرائہ امر شریعت میں پاسداری کی

پسر پہ اپنے خود حد شرع جاری کی

یہ چھپ کے حال شریعت کو پوچھنے جانا بلا کشتوں پہ غریبوں پہ حرم فرمانا
کسی کے گھر میں ہو فاقہ تو کچھ کھلا آنا اٹھا کے دوش مبارک پہ حوائج سنی

حصنہ چھوڑ کے ساتھ بد نصیبوں کا

رہا نہ پوچھنے والا کوئی غریبوں کا

ہمیں شجاعت فاروقؓ کی جہاں میں نظر کیا ہے ملک سلیمان جناب نے تسخیر
کبھی تھلاہٹ مقدس ہیں لغزو تکبیر چمک رہی تھی کبھی اصفہان میں شمشیر
شکست دی عجم کو عرب کو فتح کیا
یہ آئینہ ہے کہ شہر حلب کو فتح کیا

لگا تھاز خم جگر تھی نہ طاقت گفزار چلے عیادت حضرت کو لوگ زار و نزار
ابہیں میں تھا کوئی پہنے بہت نیچی ازار پڑی نگاہ تو حضرت نے کر دیا اظہار

اسے نہ پہنو جو پاپند شریعت ہے

ازار کھنوں سے نیچی خلاف سنت ہے

یہ جائے غور ہے اومو نہیں نیک انجام دم اخیر بھی فکر اشاعت اسلام

ازل سے کس کو ملا ایسا برگزیدہ امام بجا ہے ان پر کرنے ناز تا ابد اسلام

ہے ان نام سے ناز آج اہلسنت کو

ہے ان کی ذات سے معراج اہلسنت کو

وہ ان کی ذات اسلام کو فروغ ہوا نہ جس کا مثل زمانہ نے آج تک دیکھا

رقم اب ان کے فضائل بیاں کر دیں کیا جب ان کی شان میں فزا چکے رسول خدا

نہ محمدؐ پہ و در بخت کا ختم گر ہوتا

تو میرے بعد جہاں میں بنی اعظم ہوتا

ازواج و اولاد حضرت عمرؓ

آپؓ تمام عمر میں چھ عورتوں سے نکاح کیا۔ اول حضرت زینب بنت مطعون بن
جیب و بیٹے ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ اور عبدالرحمن اکبر اور ایک
بیٹی پیدا ہوئی۔ حضرت حفصہ زوجہ مطہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری زوجہ
ہلیک بنت جریل ایک بیٹی ان سے پیدا ہوئی۔ حضرت عبید اللہ اور وہ
جنگ صفین یعنی اُس لڑائی میں جو حضرت علی اور حضرت معاویہؓ نے لڑی تھی

حضرت معاویہؓ کی طرف تھی تیسری زوجہ ام حکیم بنت حارث بن ہاشم مخزومیؓ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ کہ نام ان کا حضرت فاطمہؓ تھا۔ جو تھی زوجہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابتؓ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا نام عاصم رکھا۔ پانچویں زوجہ ام کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالبؓ حضرت فاطمہؓ ہر ارضی السعدیہ ایک بیٹا زید نام ان سے پیدا ہوا اور دختر رقیہؓ تولد ہوئیں۔ چھٹی زوجہ عاتکہ بنت زید بن عمر بن نفیلؓ ان سے ایک بیٹا عیاس پیدا ہوا۔ اور آپ کی دو حرمیں تھیں یعنی ام ولد ایک سی عبد الرحمنؓ اوسط پیدا ہوئے دوسری سے عبد الرحمنؓ اصغر اور ایک بیٹی زمینب نام پیدا ہوئی جس کی چھ بیٹیاں اور آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو حرمیں تھیں رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ مَرَّاجَمَہِہِیْنَ

اہل بیت کا خدام اکھبرین پر اعتراض اور اسکا جواب

(بمسلسلہ گذشتہ)

جیسا کہ مسلم کی حدیث سے ظاہر ہے۔ عن ابی سعیدؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابراہیم حرم مکہ فبعلما حراما وانی حرمت المدینہ حراما ما بین ما بینہما لا یرق فیہا کم لا یحکم فیہا سلاح قتال ولا یحبط فیہا شجرۃ الا لعلف رواہ مسلم۔ مطلق اشجار مدینہ طیبہ کے قائل تو حنفی ہرگز نہیں ہیں اور نہ مطلق حرم ہونے کے انکاری ہیں۔ تعظیم حرم مدینہ طیبہ اور قطع اشجار میں ائم یعنی گناہ حنفی مذہب میں ثابت ہے جب کہ استاد اکھبرین فخر حنفیہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ کہ مذہب امام ابی حنیفہؒ آں ست کہ معنی حرمت و آں مجرد تعظیم و تکریم است بے ثبوت احکام دیگر مثل حرمت صید و قطع شجر و جزا و ہر کہ بکند چیزے ازاں آثم ہے گر و دو جزائے نیست بر آں و ایں است قول مالک و روایتہ اذا حمد و قول است

مرشائی را الخ پس حدیث صحیح بخاری کا معنی ٹھیک ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا۔ کہ وہ حدیث جسکو مضمون نگار حنفی مذہب کے مخالف سمجھا ہے۔ ہرگز حنفی مذہب کے مخالف نہیں حنفی توجہ کے حرم ہونے کی بھی قائل ہیں۔ جیسا کہ حدیث ابو داؤد وعن الزبیری میں وارد ہے صیروج وعصافہ حرم محرم منہ شیخ عبدالحق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شافعیہ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے ایں در حرم مدینہ نیز غفقتہ اند و اکثر علماء بر آئند کہ حرم مدینہ و وجہ باعتبار رعایت تعظیم و احترام است نہ باعتبار تحریم جنایت و وجہ جزا۔ مضمون نگار ان اہل حدیث امر تسر کو چاہیئے کہ حضرات حنفیہ پر حملے کرنے چھوڑیں۔ اس سواد اعظم کی حقانیت اور کرامت اور مقبولیت اظہر من الشمس ہے بارہا ایڈیٹر اہل حدیث نے حنفیوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار ہر جگہ سے بھاگنا ہی پڑا۔

نہ ہر جائے مرکب تو اں تا ختن

کہ جا ہا سپر باید انداختن

کیا اپنے اپنے ائمہ کی تقلید چھوڑ دی ہے۔ اور غیر مقلد و ہابی ہو کر حدیث رسول اللہ کی طرف جو بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث میں موجود ہے رجوع کر لیا ہے (اقول) حنفیوں کا تو پہلے سے ہی حدیث رسول اللہ کی طرف رجوع ہے اُن کے مذہب کا دار و مدار ہی کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ہے۔ اہل حدیث ہونے کے مدعی جو یہ کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ یہ دعوائے اُن کا غلط ہے جس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ جس نے اُس کی توثیق و تصحیح کی ہے۔ وہ اُس کے مقلد ہیں۔ اسی واسطے ہم اُنکو دیکھتے ہیں۔ کہ بعض امام شوکانی کے مقلد ہیں۔ بعض ابن تیمیہ کے بعض مولوی صدیق حسن کے ہاں وہ آئمہ اربعہ کے مقلد نہیں ہیں جس خیل سے وہ اہل حدیث بنتے ہیں۔ وہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ احادیث میں تعارض ضرور ہے

ایک پر عمل کیا۔ تو دوسری کی مخالفت ہو گئی۔ اگر خود ہرج و مرج و تعدیل و تدبیر
و تصنیف کر کے قابل عمل ٹھہرایا۔ تو اجتہاد ہو گیا۔ اگر اور کے پیچھے گئے
تو معتد ہو گئے اگر اجماع میں سب کے سب ایک ہوتے تو ان میں اختلاف کیوں
ہوتا۔ میر صاحب کو چاہیے کہ اپنے آئمہ کے اختلافات کو رفع کر کے جو ماہین
امام شوکانی و امام ابن تیمیہ و ابن القیم و نواب بھویالی کے ہیں۔ حنفیوں کے
مقابلہ میں قلم اٹھایا کریں۔ جو دروہ احقر عباد اللہ عبد الرسول عفی عنہ
سکون بکھر حال دار و بیک سرگودھا ضلع شاہ پور

مجربات خاص

(از عبد الرسول عفی عنہ ساکن بکھر حال دار و سرگودھا)

جو بار بار تجربے میں آچکے ہیں اور ہمیشہ اپنے فوائد میں منظر ثابت ہوئی ہیں
(کل مرواریدی) ابتدائے موتیابند۔ کمزوری بینائی مسلامت یعنی حج کے
لئے مفید ہے سنگ بصری تھنول۔ تو بال سر۔ مروارید ناسفتہ صداق
۲ ماشہ ۲ ماشہ

نخ مر جان	تھال پتر	میل چاندی	مصبر مصطفیٰ سرطاں نہری سوختہ	غفران
۲ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ	۲ ماشہ

نیکالچتر	شادنیہ تھنول	نوسادور	فلفل سفید	فلفل وراز	کستوری خالص
۲ ماشہ	۲ ماشہ	۱ ماشہ	۱ ماشہ	۱ ماشہ	۱ ماشہ

سنگ سمان یا سنگ تلیر یا سنگ پتوینا کے کھل میں خوب باریک پسین تاکہ مثل غبار
ہو جائے ایک سلامتی سوتے وقت لگا کریں۔ موتیابند شروع ہو جائے تو اس چند
ایام متواتر لگانے سے رک جاتا ہے اور آنکھوں میں صفائی آجاتی ہے نظر تیز ہوجاتی
ہو اکثر لوگ اس کے استعمال سے عینکیں اتار دیں اگر یہ دوا کسی دوی گھسنے والے
آنکھ میں بنایا جائیگا۔ تو پھر دوا میں ملکہ دوا کے ناکدہ کو ناقص یا باطل کر دے گا۔